

المغنى (فقہ حنبلی) ... المغنى والشرح الکبیر جلد دوم

فصلوں اور پھلوں کی زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ کی اصل کتاب اور سنت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

یا ایلہا الذین امتو آنفقوامن طیبت ما کسیتم مما اخراجنا لکم من

الارض ولا تیتموا الخبیث منه تنفقون (بقرہ ۲۶۷)

اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی اور جو کچھ ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالا ہے اس میں سے (اللہ کے راستے میں) خرچ کرو۔

زکوٰۃ کو نفقة بھی کہا جاتا ہے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے:

والذین یکتزوون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل اللہ (توبہ: ۳۲)

جو لوگ سوتا اور چاندی کو خزانہ کر کے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے...) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: واتوا حلقہ یوم حصادہ (الانعام: ۱۳۱) کھتنے کا حق اس کے کائٹے جانے کے روز ادا کرو)

ابن عباسؓ نے فرمایا: اس آیت میں "حق" سے مراد فرض زکوٰۃ (عشر) ہے اور ایک

مقام پر فرمایا: اس سے مراد عشر اور نصف عشر ہے۔

سنت میں سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول اصل ہے: لیس فيما دون خمسة اوسق صدقة. متفق عليه. (پانچ و سی سے کم میں صدقہ (عشر نہیں ہے)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس زمین کو بارش کا پانی یا چشمیں کا پانی سیراب کرے اور وہ بارانی ہو اس میں عشرہ اور جس زمین کو

ڈولوں کے ذریعہ پانی دیا جائے اس میں نصف عشرہ ہے۔ اس حدیث کو بخاری، ترمذی اور ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے تھا: دریاؤں اور بادلوں سے سیراب ہونے والی زمینوں میں عشر اور کنوؤں سے سپنچی جانے والی زمینوں میں نصف عشرہ ہے، اس روایت کو مسلم اور ابو داؤد نے نقل کیا ہے۔ ابن المنذر اور ابن عبد البر نے کہا کہ اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ گندم، جو، کھجور اور خلک انگوروں میں عشر واجب ہے۔

مسئلہ: ابو القاسمؐ نے کہا کہ جو کچھ زمین سے اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے اور وہ چیز خلک ہو سکے، اس کو دیر تک باقی رکھا جاسکتا ہو اور اس کا وزن بھی کیا جاسکتا ہو۔ اس کی مقدار جب پانچ وقت یا اس سے زیادہ کوہنچی جائے تو اس میں دسوال حصہ ہے جب کہ اس زمین کی سینچائی بارش یا سیالاب سے ہوئی ہو اور اگر اس کی سینچائی ڈول سے یا کنویں سے یا کسی ایسے طریقے سے ہوئی ہو جس میں مشقت اٹھانا پڑتی ہے تو اس میں دسوال حصہ ہے۔ یہ مسئلہ چند احکام پر مشتمل ہے۔ ان احکام میں سے یہ ہے کہ زکۃ ان اشیاء پر واجب ہوگی جن کو آدمی اپنی زمین میں اگائے۔ وہ پھل ہوں یا باغات۔ اور ان میں تین اوصاف پائے جاتے ہوں:

- ۱۔ مانپے جاسکتے ہوں۔
- ۲۔ دیر تک باقی رکھے جاسکتے ہوں۔
- ۳۔ خلک کئے جاسکتے ہوں۔

چاہے وہ غدائی اجتناس ہوں۔ مثلاً گندم، جو سفید، جو سیاہ، چاول مکنی۔ باجرہ۔ یا دوسرا اجتناس جیسے پھل دار فصلیں مثلاً لوپیا، سورو، ماش، چنا، یا دیگر بیج مثلاً زیرہ سفید یا زیرہ سیاہ۔ یا وہ بیج جو بچپلوں کے اندر ہوتے ہیں۔ مثلاً اسی، گلزاری، املتاں یا بزریوں کے بیج۔ مثلاً موی گاجر وغیرہ اور تمام غلات جو ان صفات پر پورے اترتے ہوں۔ نیز وہ پھل بھی جن میں یہ اوصاف موجود ہوں ان پر بھی زکۃ واجب ہے، مثلاً کھجور، خلک انگور خلک زرد آلو۔ بادام، پستہ، وغیرہ لیکن کچھ پھل ایسے بھی ہیں جن میں زکۃ نہیں ہے مثلاً آڑو، شفتالو، آلو بخاراء، امرود، سیب، انجر، اخروت وغیرہ ایسے ہی کچھ بزریوں پر بھی نہیں ہے۔ جیسے گلزاری، بیگن، شلبجم، گاجر وغیرہ ("عطایا کا ایک قول ہے کہ بزریوں کے داؤں یعنی بیجوں میں بھی زکۃ نہیں ہے) (عطایا کا ایک اور قول ہے کہ تمام

غلات میں زکوٰۃ ہے“)

امام ابو یوسف[ؑ] اور امام محمد[ؑ] کا قول ہے کہ زمینی پیداوار کا بچل اگر داعیٰ نہ ہو اور وہ پانچ وقت سے کم ہوتا اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔

ابو عبد اللہ ابن حادی کا قول ہے کہ بیجوں اور سبزیوں کے دانوں میں زکوٰۃ نہیں ہے اور شاید ان تمام چیزوں میں زکوٰۃ نہ ہو جو کھانے کے کام نہ آتی ہوں یا غذا کے لوازمات میں شامل نہ ہوں کیوں کہ ان کے علاوہ باقی اشیاء میں نفس موجود نہیں ہے۔ اور نفس نہ ہونے کی وجہ سے اصل نفیٰ باقی رہتی ہے۔

حضرت امام مالک[ؓ] اور شافعی[ؓ] فرماتے ہیں۔ بچلوں میں سوائے کھجور اور انگور کے زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور دالوں میں سوائے ان کے جن کو غذائی طور پر اختیار کر لیا گیا ہو زکوٰۃ نہیں مگر زعنون میں اختلاف ہے۔ اور احمد سے روایت کہ سوائے گندم، جو، کھجور اور انگور کے زکوٰۃ نہیں ہے اور یہی قول ابن عمر^{رض} مولیٰ بن طیب، حسن ابن سیرین، الحنفی حسن بن صالح، ابن البیطیلی، ابن الصبارک ابی عبید، سے بھی مردی ہے۔ اور انھوں نے سیاہ جو کو بھی شامل کیا ہے۔ ابراہیم نے ان حضرات کے قول کی تائید کی ہے اور کمیٰ کو ساتھ بڑھایا ہے۔ ابن عباس^{رض} نے ان پر زعنون کو زیادہ کیا ہے۔ کیوں کہ ان کے علاوہ اشیاء میں نہ تو کوئی نفس ہے اور نہ ہی اجماع ہے اور وہ اشیاء جو منصوص علیہ اور مجمع علیہ کی تعریف میں نہیں ان میں اصل باقی رہتی ہے یعنی ان پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم جو، کھجور اور انگور میں زکوٰۃ جاری فرمائی۔ ایک روایت میں انھوں نے اپنے والد، انھوں نے اپنے دادا سے اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ کھجور انگور گندم اور جو میں عشر ہے۔ حضرت بردة نے ابو موسیٰ اور معاذ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو میکن بھیجا کہ وہ لوگوں کو ان کے دین کے متعلق بتائیں۔ اور آپ[ؐ] نے ان کو حکم دیا کہ سوائے ان چار یعنی گندم، جو، کھجور، انگور کے کسی اور میں سے صدقہ نہ لیں یہ روایات دارقطنی کی ہیں۔ کیوں کہ ان چار کے علاوہ دیگر اشیاء میں تو کوئی نفس ہے اور نہ ہی اجماع اور نہ ہی وہ معنی غذائی اجتناس ہیں اور نہ ہی کثرت نفع کے اعتبار سے

ان کے برابر ہیں اور نہ ہی پیداواری بہتات کی حامل ہیں البتہ ان پر ان کو تیاس کرنا صحیح نہیں ہے اور نہ ہی ان کو ان سے ملاٹا درست ہے اور وہ اپنی اصل پر باقی رہیں گی (یعنی نقی پر) امام ابو حیفہ فرماتے ہیں۔ درختوں سرکنڈوں اور گھاس پھونس کے سوا وہ زراعت جس سے زمین کی پیداواری صلاحیت برداشت ہو پر عشرہ ہے کیوں کہ حضورؐ کا فرمان ہے (فیما سقت السماء العشر) جس کو بارش نے سینچا اس میں عشرہ ہے۔ اور یہ حکم عام ہے کیوں کہ زراعت سے مقصود زمین کی اصلاح ہے اور یہ غلہ سے مشابہ ہے۔

خرقی کے نزدیک حدیث فيما سقت السماء العشر (جو بارش سے سینچی جائے اس میں عشرہ ہے) کامعموم اور آپؐ کا وہ ارشاد جس میں آپؐ نے حضرت معاذؓ کو فرمایا کہ دانوں میں سے دانے لو۔ اس بات کا مقاضی ہے کہ تمام ان چیزوں پر زکاة ہو جن کو یہ پانی پہنچے۔ لیکن آپؐ کے اس ارشاد کے بموجب جو نسانی اور مسلم نے روایت کیا ہے کہ غلے اور انمار میں پانچ وقت سے کم پر صدقہ نہیں ہے اور اشیاء جو پانی نہیں جا سکتیں اس عموم سے خارج ہو جائیں گی گویا یہ حدیث غیر مکملی اشیاء میں صدقہ کی نقی پر دلالت کرتی ہے۔ اور جو مکملی یعنی مالی جانے والی اشیاء ہیں ان پر اس عموم کے اعتبار سے زکاة واجب ہوگی۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بزریوں میں صدقہ نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا زمین سے جو بزریاں پیدا ہوں ان میں کوئی صدقہ نہیں ہے موی بن طلحہ نے اپنے والد، انہوں نے حضرت انسؓ، اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح کی روایت نقل کی ہے۔ دارقطنی اور ترمذی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بزریوں کے بارے میں لکھ کر دریافت فرمایا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ ان پر صدقہ نہیں ہے۔ اس روایت کا ایک راوی حسن بن عمارہ ہے جو ضعیف ہے اور صحیح ہے کہ یہ روایت موی بن طلحہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلہ روایت کی ہے۔ اور موی بن طلحہ نے کہا ہے کہ آثار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے کہ پانچ چیزوں میں عشرہ ہے۔ جو سفید، گندم، جو سیاہ، انگور، کھجور، اور اس کے علاوہ جو کچھ زمین سے پیدا ہوتا ہے اس میں عشرہ نہیں ہے اور موی بن طلحہ نے کہا ہے کہ

معاڑ بزریوں میں صدقہ وصول نہیں کرتے تھے۔

اثرم سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کے عامل نے ان باغات کے بارے میں لکھ کر دریافت کیا جن میں گوند، انار اور فرسک وغیرہ کے درخت تھے مگر انگور ان میں کئی گنا تھے۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا کہ وہ مختلف النوع ہیں ان پر کوئی عشر نہیں ہے۔

فصل، قابل عشر پیداوار

خود را شیاء پر عشر نہیں ہے۔ کیوں کہ ان کی ملکیت حصول سے پہلے حاصل نہیں ہوتی جیسے بن کا پھل، مازو، خودرو کپاس، جنگلی جو، خودرو کپاس کے بیچ، جنگلی مٹر کے بیچ، گھاس اور وہ جڑی بوٹیاں جو بعض اوقات کار آمد ہوتی ہیں۔ اور ان سے ملتی جلتی زمینی پیداوار جن کا ذکر این حادم نے کیا ہے۔ ان میں عشر اس لیے نہیں کہ ان کی ملکیت ان کو اکٹھا کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اور ان پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب ان کا فائدہ ظاہر ہو جائے۔ اس صورت میں کہ وہ کسی کی ملک نہ ہو تو وجب ثابت نہیں ہوتا۔ جیسے کہ اگر کوئی اخہامی گیرہ سنبھل چرا لے تو اس پر زکا نہ ہوگی۔ احمد نے اس کو منصوص کہا ہے۔ قاضی نے کہا ہے کہ اگر یہ اشیاء کسی کی ملکیتی زمین میں پیدا ہوں تو اس میں زکوٰۃ مباح ہے اور شاید اس کی بنیاد انھوں نے اس قول پر رکھی ہے کہ جو کچھ کسی کو ملکیتی زمین میں پیدا ہو سبزی وغیرہ اسی پر عشر ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ ان اشیاء میں جو خودرو ہوں عشر نہیں ہے۔ اور وہ زمین جس کو لوگ کاشت کرتے ہیں مثلاً کسی کی زمین میں گندم یا جون کے بیچ گر پڑے اور وہ اگ آئے اور فصل تیار ہو گئی تو اس میں عشر ہے کیوں کہ وہ اس کا مالک ہے۔ اور اگر کسی نے کوئی فصل خریدی اس وقت جب کہ اس کا پھل ظاہر ہو چکا تھا یا کسی باغ کا پھل خریدا جب کہ پھل غواص ہو چکا تھا، کسی بھی طرح سے ان کی ملکیت اسے ملی تو اس میں زکا واجب نہ ہوگی جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔

فصلات، غلات و ثمرات کے علاوہ دیگر اشیاء کا حکم

غلات اور ثمرات کے علاوہ دیگر اشیاء اگرچہ ناپی اور ذخیرہ کی جا سکتی ہوں ان میں عشر نہیں ہے اور کسی قسم کے چیزوں میں بھی کوئی عشر نہیں۔ مثلاً بیری، نحلی، پودینہ وغیرہ، کیوں کہ ان

میں وجوب عشر کے لیے نہ تو قطعی نص موجود ہے اور نہ ہی معنوی۔ حضور علیہ السلام کے اس قول کہ پانچ وقت سے کم غلات اور شرات میں زکوٰۃ نہیں ہے سے یہ مراد لیا جاسکتا ہے کہ غلات اور شرات کے علاوہ کسی شے میں کوئی زکوٰۃ نہیں۔ ابن عثیل کا قول ہے کہ بیری کے پھل اور پھولوں میں زکوٰۃ نہیں بھی زکوٰۃ نہیں مثلاً زعفران گل خیری اور دیگر پھلی دار پودوں کے پھولوں کی پھول کیوں کہ یہ نہ تو غلہ ہیں، نہ شر اور نہ ہی یہ تاپے جا سکتے ہیں لہذا ان میں بزریوں کی طرح زکوٰۃ نہ ہوگی۔ احمد کا ایک قول ہے کہ روثی میں کوئی زکاۃ نہیں اور آپؐ کا قول ہے کہ زعفران میں بھی زکوٰۃ نہیں۔ اور یہی خرقی کے قول کا مقصود ہے۔ اور ابو بکر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ پھلوں، بزریوں (مالہ کے طور پر استعمال ہونے والی اشیاء مثلاً زیرہ سیاہ مرچ وغیرہ) میں زکوٰۃ ہے۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گندم، جو، کھجور اور انگور میں زکاۃ جاری فرمائی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے بھی روایت ہے اور احمد سے ایک روایت میں ہے کہ زعفران اور روثی میں زکاۃ ہے اسی لیے ابوالخطاب نے گل خیری اور دیگر رٹکائی میں کام آنے والے پھلوں کو زعفران پر قیاس کرتے ہوئے ان پر زکوٰۃ لگائی ہے احمد سے دو روایتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چار اجتناس کے علاوہ کسی شے پر زکوٰۃ نہیں ہے یہ کہ زکوٰۃ گندم جو سنید کھجور انگور کی جو سیاہ سور چاول اور ہروہ شے جوان چیزی ہو اور ذخیرہ کی جاسکتی ہو اور جس میں پیانہ جاری ہو سکتا ہو مثلاً لوپیا، تل اور پھلی دار اجتناس تو ان میں واجب ہے اور وہ اجتناس جن کا لین دین پیانے سے نہ ہوتا ہو وہ اس زمرہ میں نہیں آتیں۔

فصل، نصاب عشر

دوسرا حکم جو اس مسئلہ سے متعلق ہے وہ یہ کہ فصلوں اور پھلوں کی پیداوار حیکٹ پانچ وقت نہ ہو اس وقت تک اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور یہ قول اکثر اہل علم کا ہے جن میں ابن عمرؓ، جابر ابوالامامہ بن سہل، عمر بن عبد العزیز، جابر بن زید، حسن، عطا، کھوجل، حکم، ثعلبی، مالک اور اہل مدینہ، ثوری، او زاغی اور ابن ابی سلیلی، شافعی، ابو یوسف اور محمد شامل ہیں۔ بلکہ یوں کہنے کے سوابعے مجاهد اور امام اصحاب فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے متبعین کے متعلقین کے تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے۔ مجاهد اور امام صاحب

زمین میں عشرہ ہے، میں عموم ہے لہذا تھوڑی یا زیادہ جو بھی پیداوار ہوگی اس پر عشرہ ہوگا اس میں نہ تو سال گزرنے کا اعتبار کیا جائے گا اور نہ ہی کسی نصاب کا۔

لیکن ہمارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی قول کہ پانچ وقت سے کم میں زکوٰۃ نہیں جوت ہے۔ اور جس طرح چونے والے اموٹوں میں اور غلاموں اور سونے چاندی میں آپ کے فرمان سے تخصیص کی گئی ہے۔ اسی طرح آپ کے اس فرمان سے زرعی پیداوار میں بھی تخصیص کی گئی ہے۔ چون کہ یہ بھی مال ہے اور مال میں صدقہ فرض ہے لیکن اس مال میں یہ باقی اموال زکا سیئے کی طرح نہیں کیوں کہ اموال زکا سیئے موسال کے اختام پر گمان کی جاتی ہے اور زرعی اموال کی نموکی بخیل ان کا کہنا ہے نہ کہ ان کا باقی رہنا لہذا نصاب مدت فعل کے کٹ کر تیار ہونے پر موقوف ہوگا۔ اور نصاب کا اعتبار اس لیے ہے کہ صدقہ اغیانہ پر واجب ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے اور غنا اور فقر کا اعتبار نصاب کے بغیر ناممکن ہے۔ لہذا نصاب کا اعتبار تمام اموال زکا سیئے میں کیا جائے گا۔

فصل، نصاب کب معتبر ہوگا

پانچ وقت کا حساب اس وقت لگایا جائے گا جب غلات صاف کر لیے جائیں گے اور بچلوں کو خشک کر لیا جائے گا۔ اگر سبز انگور دس وقت ہوں اور خشک ہونے پر وہ پانچ وقت سے کم رہ جائیں تو ان میں زکاۃ نہ ہوگی کیوں کہ وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب کا اعتبار ضروری ہے۔

اثرم سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ انگور اور سبھور میں سبز انگور اور ترکبھور کا بھی اعتبار کیا جائے گا اور ان سے سبز انگور اور ترکبھور بطور عشرہ لی جائے گی۔ اور اسی کو ابو بکر نے اختیار کیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو کچھ بھی فعل تیار ہے اسی کا عشرہ وصول کیا جائے گا۔

لیکن اگر پانچ وقت ترکبھور سے عشرہ وصول کیا گیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ خشک سبھور کے حساب سے یہ دسویں حصے سے زیادہ وصول ہو جائے گا اور یہ بات نص قطعی اور اجماع کے خلاف ہے یہ بات جائز نہیں کہ احمد اور امام صاحب کے قول کا یہ مطلب لیا جائے۔

فصل، عشر اور نصف عشر

جس فعل کی سینچائی بغیر کسی محنت کے ہو جائے اس میں دسوال حصہ ہے۔ یعنی بارش

سے یا قادر تی بہنے والی نہروں سے یا دریا کے سیلاں سے یا دریا کے کنارے کی فصلیں کہ وہ دریا کے پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں۔ اسی طرح قادری نہروں اور چشمتوں کے قریب کی فصل وغیرہ۔ اور بیسوائیں حصہ ان فصلوں میں ہے جن کی سینچائی میں محنت و مشقت اٹھاتی پڑتی ہے۔ جیسے ڈول یا رہٹ وغیرہ سے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، ماںک ثوری، شافعی اور اصحاب الرائے وغیرہ ہم بھی اس کے قائل ہیں اور اس کی وجہ بخاری شریف میں موجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے، کہ جس کی سینچائی بارش یا چٹٹے سے ہو یا وہ بارانی زمین ہو تو اس میں دسوائی حصہ ہے۔ اور جو رہٹ سے سینچی جائے اس میں بیسوائیں حصہ ہے۔ اور مسلم میں روایت ہے کہ جو فصل کنوئیں سے سینچی جائے۔ اس میں بیسوائیں حصہ ہے۔

حضرت معاویہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے میں بھیجا اور فرمایا کہ بارش کی سینچی ہوئی فصل سے دسوائی حصہ لیتا اور ڈول سے سینچی گئی فصل سے بیسوائیں حصہ لیتا۔ القصہ جو فصل محنت اور مشقت سے سینچی جائے خواہ ڈول سے یا کنوئیں سے یا رہٹ سے اس میں بیسوائیں حصہ ہے اور جو بغیر کسی تکلیف کے سینچی جائے اس میں دسوائی حصہ ہے جیسا کہ ہم نے حدیث سے ثابت کیا۔ تکلیف تخفیف زکوٰۃ کے لیے موثر ہے اس لیے کہ زکوٰۃ اموال نامیہ میں واجب ہے اور تکلیف سبب ہے اموال کی غمہ کا لہذا بسبب تکلیف واجب میں کسی ہو جائے گی۔ البتہ نہروں نالوں کی کھدائی عشر میں کسی کے لیے موثر نہ ہوگی کیوں کہ اس قسم کی مشقت بہت کم ہے اور ہر سال نہیں کرتا پڑتی اس طرح کا اجراء انہار وغیرہ زمین کو قابل کاشت بنانے کی مد میں آتا ہے۔ بعض وہ کھال جو کھیت میں ہوتی ہے اس کے بنانے کی تکلیف بھی زکاۃ کم کرنے میں موثر نہیں ہے کیوں کہ یہ سینچائی اور کھیت کی خوب صورتی کے لیے بنائی جاتی ہیں۔ اور اگر کسی نہر سے پانی کسی نالے کے ذریعے کھیت کے قریب کسی جو ہڑ میں جمع ہو جاتا ہو اور کھیت میں نہ چڑھ سکتا ہو اور سینچائی کا پانی اس جو ہڑ سے ڈول کے ذریعے یادگیر ذراع سے کھیت میں چڑھایا جاتا ہو تو اس سے زکاۃ نصف ہو جائے گی کیوں کہ محض تکلیف زکاۃ کے نصف کرنے میں موثر ہے تکلیف حقدار یا پانی کا بعد اور قرب اس میں معترض نہیں ہے اور اصول یہ ہے کہ سطح زمین تک پانی کو پہنچانے کے لیے اس کو اٹھانا پڑتا ہو کسی نہ کسی ذریعہ سے خواہ رہٹ یا ڈول ہو، یا کوئی اور ذریعہ۔

فصل، عشر کی وصولی کا وقت

غلات جب پک کرتیا ہو جائیں تب ان پر عشر واجب ہوتا ہے اور پھلوں پر اس وقت جب وہ اچھی طرح نمودار ہو جائیں۔

ابو موسیٰ کا قول ہے کہ غلات میں وجوب زکوٰۃ کا وقت ان کا کثنا ہے بدلیل (و آتو حقہ یوم حصادہ) ترجمہ: جس دن فصل کا نو اللہ کا حق ادا کدو۔ اگر فصل یا پھلوں میں وقت وجوب زکوٰۃ سے پہلے کچھ استعمال کیا مثلاً جانور کو کھلا دیا یا کپا کپھل تھوڑا بہت فروخت کر دیا تو اس میں زکوٰۃ نہیں یہ اسی طرح ہے جیسے کہ سال گزرنے سے پہلے کوئی جانور ذبح کر دیا یا بیچ دیا تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔ اور اگر وقت وجوب زکوٰۃ کے بعد کچھ استعمال کیا تو اس میں زکوٰۃ ہوگی۔ اگر کوئی فصل یا پھل بغیر تلف کیے خود بخوبی تلف ہو جائے کسی آسمانی آفت سے یا اتنا کم ہو جائے کہ نصاب کو نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

جب پھلوں کا اندازہ کیا جائے اور وہ درختوں پر ہی چھوڑ دیجے جائیں تو ان کی حفاظت مالکان کے ذمہ ہے۔ لیکن اگر وصولی اور اندازے کی درمیانی مدت میں کوئی آفت آجائے اور پھل نہ رہیں تو وہ اندازہ شدہ پھل وصول نہ کئے جائیں گے۔ اس پر اجماع ہے۔

ابن المندر کا قول ہے کہ اس پر بھی اجماع ہے کہ اگر اندازہ لگانے والا عامل اندازہ لگا دے اور اس کے بعد کوئی آفت آجائے تو مالک پر زکوٰۃ نہ ہوگی بشرطیکہ یہ آفت کثیانی سے پہلے آئی ہو کیوں کہ کثیانی سے پہلے تو وجوب زکوٰۃ ثابت ہی نہیں ہوتا۔ بعینہ اگر کوئی درختوں پر کھڑا ہوا پھل بیچے مگر خریدار کو دینے سے پہلے وہ تلف ہو جائے تو رقم واپس کرنا پڑتی ہے۔

قاضی کا ایک قول ہے کہ اگر بعد از اندازہ آفت آئے اور کچھ مال تلف ہو جائے اور کچھ فی رہے تو جو بچا ہے اگر وہ نصاب کے برابر ہے تو اس میں زکوٰۃ ہے جو کہتے ہیں کہ کثٹے کے وقت سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں ہے کیوں کہ وجوب زکوٰۃ کے لیے نصاب شرط ہے پس جب نصاب ہی قائم نہ ہوا تو وجوب زکوٰۃ خود بخوبی تلف ہو گیا۔

کاشت کار نے دعویٰ کیا کہ اندازہ لگانے والے نے غلط اندازہ کیا ہے اور واقعہ اندازہ کرنے والے نے غلطی کی ہو تو کاشتکار کی بات مانی جائے گی بغیر کسی تمم کے اور اگر اندازہ

کرنے والے نے تھیک تھیک اندازہ کر دیا ہو اور کسی کے دعویٰ کی مخالفت نہ ہو مثلاً وہ کہے کہ محصل کا اندازہ نصف نصف غلط ہے یا اس سے ملتی بات کہے تو اس کی بات رد کر دی جائے گی کیوں کہ اتنی بڑی غلطی کا اختلال نہیں ہے۔ اور اس کو جھوٹ سمجھا جائے گا البتہ اگر وہ یہ کہے کہ اس سے قبل مجھ سے کبھی اتنا وصول نہیں کیا گیا اس مرتبہ تو میری پیداوار کا کچھ حصہ تلف بھی ہو چکا ہے تو اس کی بات مان لی جائے گی۔

مسئلہ زمین کی اقسام: زمین دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جو صلح سے فتح ہوئی ہو اور دوسرا وہ جو جنگ سے فتح ہوئی ہو۔

جو صلح سے فتح ہو وہ ساری زمین سابق ماکان کی ملکیت ہو گی وہ مقررہ خراج دیں گے اور یہ خراج جزیہ کے حکم میں ہو گا مگر جب وہ مسلمان ہو جائیں گے یہ خراج ان سے ساقط ہو جائے گا۔ وہ اس زمین کو بچ سکتے ہیں، بہہ کر سکتے ہیں۔ رہن رکھ سکتے ہیں۔ کیوں کہ وہ ان کی ملک ہے۔ اور اگر ان سے بغیر خراج یا زمینی نیکس کے صلح ہوئی ہو جیسا کہ اہل مدینہ یا اس سے مشابہ دیگر علاقے کے لوگ اسی طرح وہ تمام زمینیں جن کے مالک مسلمان ہو گئے ہوں تو وہ ان کی ملک ہے وہ جس طرح چاہیں اسے استعمال کر سکتے ہیں ان پر کوئی خراج نہیں ہے۔

رہی دوسری قسم کی زمین جو جنگ کے بعد بزرگ شیر فتح ہو اور مجاہدین میں تقیم نہ کی گئی ہو تو یہ تمام مسلمانوں کے لیے وقف ہو جاتی ہے۔ اور اس پر خراج مقرر کیا جاتا ہے جو ہر سال وصول ہوتا ہے۔ اور اس کو سابق ماکان کو اجرت پر دے دیا جاتا ہے۔ وہ ان کے پاس رہتی ہے جب تک خراج ادا کرتے رہیں چاہے وہ مسلمان ہوں یا ذمی ہو اور اس زمین سے خراج ساقط نہیں ہوتا اگرچہ اس کے سابق ماکان مسلمان ہی کیوں نہ ہو جائیں یا وہ کسی مسلمان کو دیدیں۔

سوائے خیبر کے علاقے کے کوئی بھی علاقہ جنگ کے بعد فتح ہو کر مجاہدین میں تقیم نہیں ہوا۔ خیبر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف بتوارے پر دیدیا وہ خراج نہ تھا بلکہ مزارعت تھی۔ حضرت عمرؓ کے زمانے میں جب شام عراق اور مصر فتح ہوئے تو آپ نے اس میں سے کوئی زمین تقیم نہیں فرمائی۔ ابو عبید نے کتاب الاموال میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ جابہ تشریف لائے اور اس کی زمینیں مسلمانوں میں تقیم کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت معاذؓ نے کہا بخدا زمینوں کو اس طرح

تفصیل کرد بنا پڑی تکلیف دہ صورت حال پیدا کر دے گا۔ اور لوگوں میں ایک اضطرابی صورت پیدا ہو جائے گی۔ یہ ایک دوسرے کو پلاک کرنا شروع کر دیں گے۔ اس زمین پر ایک ہی مرد اور دو عورت کا قبضہ ہو جائے گا۔ پھر ان کے بعد کے لوگ اسلام کے راستے میں رکاوٹ بن جائیں گے لہذا اس معاملے میں خوب غور فکر کریں اور مابعد و ما قبل کے معاملات پر سنجیدگی سے غور فرمایہ کر فیصلہ فرمائیں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ کی رائے حضرت معاویہؓ کی رائے کے موافق ہو گئی۔

ماہشوں سے روایت ہے کہ حضرت بلاطؓ نے حضرت عمرؓ سے مفتودہ زمین مجاہدین میں تقسیم کرنے کو کہا اور صرف پانچواں حصہ بیت المال میں رکھنے کا مشورہ دیا۔ لیکن حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں یہ ساری زمین فتنے قرار دے چکا ہوں اور یہ عامۃ المسلمين کے لیے ہے۔ حضرت بلاطؓ اور آپ کے ساتھیوں نے اس کی تقسیم پر اصرار کیا تو حضرت عمرؓ نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! بلاطؓ اور اس کے ساتھیوں کی کفالت فرم۔ ماہشوں کا قول ہے کہ ایک سال بھی گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ سب اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

مسئلہ: جو زمین بعذار جنگ فتح ہوئی ہو اور وہ کسی طرح مسلم مالکان کے پاس آجڑہ آجائے تو اس پر مقررہ خراج لگایا جائے گا اور اگر خراج کے بعد باقی ماندہ پیداوار پانچ وقت سے زیادہ ہو تو اس میں عشر واجب ہو گا اور اگر وہ نصاب کے برابر نہ ہو یا نصاب کے برابر تو ہو مگر غیر مسلم کے پاس ہو تو اس میں کچھ نہیں ہو گا۔ کیوں کہ زکاۃ غیر مسلم پر فرض نہیں ہے۔ تمام اراضی خراجیہ کا یہی حکم ہے یہ قول عمر بن عبد العزیز، زہری، سیعی انصاری ریبعہ، اوزاعی مالک، ثوری، مخیرہ، لیث، حسن ابن صالح، ابن ابی سلیل، ابن المبارک، شافعی، اسحاق وابی عبید کا ہے۔ اصحاب الرائے یعنی احباب کا قول یہ ہے کہ حضورؐ کے اس فرمان کہ ”کسی مسلمان کی زمین میں خراج اور عشر دونوں جمع نہیں ہوتے۔“ کے مطابق اراضی خراجیہ پر عشر نہیں ہے کیوں کہ یہ دونوں حق سبی ہیں اور سب ایک دوسرے کے مخالف ہیں لہذا جمع نہیں ہو سکتے اور ان کی باہمی مفارکت کی وجہ یہ ہے کہ خراج کی حیثیت سزا اور زمینی تکیس کی ہے۔ جب کہ عشرہ مال کو پاکیزہ کرنے اور شکرانہ ادا کرنے کے لیے ہے۔“

فصل، عشر زمین پر یا پیداوار پر؟

امام مالک، ثوری، شریک، ابن المبارک الشافعی اور ابن المنذر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص زمین ٹھیکے پر لے اور اس میں کاشت کرے اور پیداوار کا مالک بنے تو عشر بھی وہی ادا کرے گا اور مالک زمین پر عشر نہ ہوگا۔ لیکن امام ابو حنفیہ فرماتے ہیں کہ عشر مالک پر ہوگا۔ کیوں کہ ٹھیک دیتے وقت جو رقم اس نے وصول کی ہے وہ خراج الارض سے مشابہ ہے۔ پس جس نے خراج دے دیا اس پر عشر نہیں ہوگا۔

لیکن ہمارے نزدیک عشر چوں کہ پیداوار پر ہے نہ کہ زمین پر اور مالک پر اس رقم کی زکوٰۃ ہے جس طرح تجارت کے اموال کی قیمت میں زکاۃ ہوتی ہے یا اگر وہ کوئی حصہ فصل کا لیتا ہے تو اس پر اس حصے کے مطابق ہے۔ ٹھیکیداری کو خراج سے مشابہ قرار دینے کی احتجاج کی رائے درست نہیں ہے کیوں کہ خراج الہل ذمه پر بقدر زمین ہوتا ہے اور عشر بقدر پیداوار اور خراج کے مصارف فتنے کے مصارف والے ہوتے ہیں جب کہ مصارف زکوٰۃ دوسرا ہیں۔

اگر کسی نے زمین مستعاری اور اس پر کاشت کی تو اس کی پیداوار کا عشر مستعار لینے والے پر ہوگا۔ کیوں کہ وہ پیداوار کا مالک ہے۔ اور اگر کسی سے زمین چھین لی اور اس میں کاشت کی تو عشر غاصب پر ہے کیوں کہ وہ بوقت وجوب عشر اس کا مالک ہے اور اگر فصل پکنے سے پہلے اصل مالک نے زمین واپس لے لی تو عشر اصل مالک پر ہوگا۔ اور اگر فصل اٹھنے سے پہلے اور پکنے کے بعد اصل مالک کو قبضہ ملا تو عشر اصل مالک اور غاصب دونوں سے وصول کیا جاسکتا ہے اصل مالک سے اس بنا پر کہ فصل ابھی کھیت میں ہے اور اس کو قبضہ چکا ہے اور غاصب سے اس بنا پر کہ فصل پک چکی ہے اور وجوب عشر فصل پکنے پر ثابت ہو جاتا ہے۔

اگر کسی نے مزارعت فاسدہ کی تو عشر فصل اٹھانے والے پر ہوگا اور اگر کسی نے مزارعت صحیح کی تو دونوں فریقین پر عشر بقدر حصہ ہوگا بشرطیکہ اس کے حصہ کی پیداوار بقدر نصاب ہو اور اگر کسی فریق کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو تو اس پر عشر نہ ہوگا اور جس کے حصہ کی پیداوار بقدر نصاب ہو اس پر عشر ہوگا لیکن تمام حصہ دار ان کی پیداوار کو ملا کر نصاب پورا نہ کیا جائے گا۔ کیوں کہ صحیح یہ ہے کہ اختلاط سوائے جانوروں کے اور کہیں معتبر نہیں ہے۔